روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۷/۴۲ منگل ۵ صفر ۱۴۱۳ھ ۲۵ ظہور ۱۳۷۱ہش ۲۵ اگست ۱۹۹۲ء نمبر ۱۹۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"موت آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے۔ حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں ان کو بھی یہ بات سُوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع مسکون ہے اور اس میں بہت ہی تھوڑا حصہ آباد ہے۔ اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا۔ یہاں تک کہ وہ کھڑے بھی نہ ہو سکتے۔ پس اس قدر کثرت خود چاہتی ہے کہ موت ہو۔ تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۳)

"موت کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے۔ نہیں بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے اس کی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرۂ موت ہے۔ خواب میں بھی ایک قسم کا قبض رُوح ہی ہوتا ہے۔ دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہیں۔ لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے۔ اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے۔ اب بظاہر اس کے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہیں۔ لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح پر مرنے والا موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۳-۳۹۴)

خدا تعالیٰ سے تعلق کو جوڑیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع)

اپنے آپ کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے مزیّن کریں۔ اپنے آپ کو وہ حُسن بخشیں جو کہ عام انسانوں کی نظر میں تو حُسن لگتا ہے قطع نظر اس کے کہ مذہب کیا ہے۔ یا رنگ کیا ہے۔ یا نسل کیا ہے۔ اس حُسن کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق کو جوڑیں ..... خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے نتیجے میں یہ حُسن پیدا کریں۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ حُسن گہرا ہوگا اور دائمی ہوگا کسی سطحی کردار سے تعلق نہیں رکھے گا۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا۔ مدد کرے گا۔ اور آپ جوں جوں باخدا بننے شروع ہو جائیں گے خدائی تقدیر آپ کو خدا نما بنانا شروع کر دے گی خدا نمائی کی منزل خدا نما بننے کے بعد آیا کرتی ہے۔ خدا نمائی کی منزل میں پھر اعجاز شامل ہو جاتا ہے۔ دُعاؤں کی قبولیت شامل ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی رُوحانی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ... دُعا ایک ایسا اعجاز ہے جو آج ہر احمدی کو عطا ہوا ہے۔ اس میں صرف امام جماعت کا امتیاز نہیں ...

یہ وہ ہتھیار ہے جس کو آج آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت ہے اور یہ ہتھیار ہر شخص کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اگر وہ اسے لینا چاہے اور اپنانا چاہے اور اگر نہ اپنانا چاہے تو کسی کے ہاتھ میں نہیں آسکتا۔ اس لئے آپ بڑی

باقی صفحہ ۴ پر

محترم مسعود احمد صاحب جہلمی وفات پاگئے

افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مربی محترم مسعود احمد صاحب جہلمی مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۹۲ء کو وفات پاگئے۔ وہ آجکل جرمنی میں خدمات سلسلہ انجام دے رہے تھے۔ ان کی عمر ۵۸ سال تھی۔

محترم مسعود احمد صاحب جہلمی محترم عبدالرحیم صاحب نیا محلہ نزد بیت الاحمدیہ جہلم کے فرزند تھے۔ آپ یکم اپریل ۱۹۳۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں مولوی فاضل پاس کیا۔ ۱۹۶۰ء میں (مربیان کلاس) پاس کی۔ ۱۹۶۰ء میں بی اے کیا اور ۱۹۶۵ء میں ایم اے پاس کیا۔

جولائی ۱۹۶۰ء میں آپ نے خدمات دین کے سلسلہ کا آغاز کیا اور تادم وفات اس پر قائم رہے۔ اس دوران آپ مختلف ملکوں اور پاکستان میں مربی رہے۔ وکیل التبشیر اور پرائیویٹ سیکرٹری کے عہدوں پر بھی خدمات انجام دینے کا موقع ملا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

ربوہ ۲۴ اگست آج صبح مکرم رحمت علی صاحب (ڈرائیور) دل کے عارضے کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں علاج کی غرض سے گئے تھے لیکن وہاں جاتے ہی آنکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ نے ۱۹۶۹ء میں جماعت کی ملازمت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ نظارت امور عامہ پھر نظارت علیاء میں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپ کو حضرت امام جماعت الثالث اور الرابع کی گاڑی ڈرائیو کرنے کی سعادت حاصل رہی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

○ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید گل نور صاحب ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعہ لندن میں بعمر ۷۵ سال وفات پاگئیں۔ یکم اگست کو جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جنازہ پڑھا۔ موصوفہ موصیہ تھیں لیکن بعض وجوہ کی بنیاد پر لندن میں ہی تدفین ہوئی آپ سید صادق نور صاحب کی والدہ محترمہ تھیں۔ احباب کی خدمت میں انکی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۵۔ ظہور ۱۳۷۱ ہش ۲۵۔ اگست ۱۹۹۲ء

خدا تعالیٰ کی ہستی اور قانونِ قدرت

ہمارے ماحول میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب قانون قدرت کا مرہون منت ہے ۔ یہ ایک ایسا تسلسل ہے کہ انسان اس سے حوصلہ پا کر اپنے تمام کام سرانجام دیتا ہے ۔ اگر زمین میں بیج ڈالا جائے تو وہ اُگتا ہے ۔ البتہ بیج بھی ٹھیک ہو ۔ زمین بھی ٹھیک ہو پانی بھی دیا جائے ۔ ان تمام شرائط کے ہوتے ہوئے بیج کا اُگنا ہی قانون قدرت ہے ۔ اور یہی وہ بات ہے جسے مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ بیج اُگائے جاتے رہے ہیں اور اُگائے جاتے رہیں گے ۔ ہم کھانا کھاتے ہیں تو بھوک مٹتی ہے اور درست حالات میں کھانا کھانے سے ہمیشہ بھوک مٹتی ہے ۔ یہ جو ہم نے درست حالات کا ذکر کیا ہے تو اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ انسان کو کوئی ایسی بیماری لاحق نہ ہو جس سے بھوک مٹتی ہی نہیں ۔ ایسی بیماریاں بھی تو ہوتی ہی ہیں ۔ شاید ایک نام جوع البقر ہے ۔ لیکن اگر انسان بیمار نہ ہو تو یہ یقینی بات ہے کہ کھانا کھانے سے بھوک مٹتی ہے ۔ یہ قانون قدرت ہے ۔ اسی طرح آپ کسی بات پر بھی غور کریں ہماری زندگی کا تسلسل اس بنیاد پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ نے قانونِ قدرت مقرر کر دیا ہے اور ہم اسے دیکھ کر آگے بڑھتے ہیں اور یقین کے ساتھ بڑھتے ہیں ۔ اور یہ جانتے ہیں کہ کیا کرنے سے کیا نتائج پیدا ہوں گے ۔

لیکن ذرا اس سے آگے بڑھیئے ۔ اگر ہمیشہ قانون قدرت ہی کام کرتا چلا جائے ۔ اس تسلسل میں کبھی روک پیدا نہ ہو یا اس قانون قدرت کے خلاف کبھی کچھ نہ ہو تو صریحاً اس کا مطلب یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے قانون قدرت مقرر کیا اور ایک طرف ہو گیا ۔ اب اس کا اس دنیا کے کاروبار زندگی میں کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو خدا کے وجود کی یہ اہمیت تو بے شک رہے گی کہ یہ قانونِ قدرت اسی نے بنایا ہے اور یہ بھی بڑی بات ہے ۔ لیکن یہ اہمیت ختم ہو جائے کہ وہ اب بھی کچھ کر سکتا ہے اور کرتا بھی ہے ۔ ہم بالکل پٹڑی سے اُتر جائیں گے ۔ اگر خدا خدا ہے اور وہ واقعی خدا ہے تو اسے ہر وقت سب کچھ کرنے کی طاقت ہونی چاہیئے ۔ اور ہے بھی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قانونِ قدرت کے باوجود خدا تعالیٰ کی قدرت ہر وقت سب کچھ کر سکتی ہے اس قانون میں ترمیم کر سکتی ہے اسے بدل سکتی ہے اس کی بجائے کوئی اور قانون نافذ کر سکتی ہے ۔ مستقلاً یا عارضی طور پر ۔ یہ بات مان لینے ہی سے خدائی کے وجود کو مان لینے کا حق ادا ہوتا ہے ۔ اور حقیقی طور پر ایک قدرتوں والا خدا ہمارے سامنے آتا ہے اور ہماری زندگی جس طرح چاہے متاثر کرتا ہے ۔ ہمارے لئے ایسے ہی خدا کو ماننا لازمی ہے ۔

سو جائے تقدیر تو پھر انساں کو جگائے کون
کس سے وہ ڈر ڈر کے بھاگے آڑے آئے کون
سب سوچی سمجھی تدبیریں رہ جائیں ناکام
کون ہنسے اس ناکامی پر اور پچھتائے کون

ابوالاقبال

ہر جھوٹ کی میں بیخ کنی کر کے رہوں گا
جو کچھ مجھے کہنا ہے بہرحال کہوں گا

کچھ لوگ ہیں آمادۂ بیداد تو کیا ہے
میں سینہ سپر ہو کے ہر اک ظلم سہوں گا

ہر موجِ تلاطم سے شناسائی ہے میری
دریا میں ہر اک سمت روانی سے بہوں گا

لے جائے گی پرواز مری مجھ کو خلا تک
جیسی بھی فضا ہو اسے تسخیر کروں گا

راتوں کے اندھیروں میں نویدِ سحری ہے
میں رات کو بھی صبح کی تائید کہوں گا

اس سوچ کی بنیاد سِرے سے ہی غلط ہے
تم گھور کے دیکھو گے تو میں تم سے ڈرونگا

مجھ موردِ الزام کو دیتے ہو بُرے نام
تم جرم کرو بھی تو ملامت نہ کروں گا

ہر صاحبِ کردار کو آنکھوں پہ بٹھالوں
ہر فرد کے کردار کی تعمیر کروں گا

وابستہ ہے جس سے مری تسکین کا جذبہ
جذبات میں یہ کہ میں اسے کیا نہ کہوں گا

مجھ کو تو نسیم اپنی صدا بھی نہیں سنتی
دوری پہ کسی شخص سے کیا بات کہوں گا

نسیم سیفی

بقیہ: صلا سے آگے

سنجیدگی کے ساتھ اس نئے نسخے کو آزمائیں، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور خود خدا نما بن جائیں ۔ ایسی دُعائیں کریں جو خدا کے حضور مقبولیت کی جگہ پائیں اور اس کے نتیجے میں آپ کے گرد و پیش ماحول میں لوگ محسوس کرنے لگیں کہ ہمارے اندر ایک خدا رسیدہ انسان آگیا ہے اور آپ کی دعاؤں کی برکت کے کرشمے وہ دیکھیں ۔"

(خطبہ فرمودہ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

تلقینِ عمل

۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۱ء کو فرمایا:۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سال اجتماع میں نمائندگان کی حاضری بہت کمزور ہے۔ گذشتہ سالوں میں رپورٹ میں مقابلہ کیا جاتا تھا کہ پچھلے سال کتنے خدام حاضر ہوئے تھے۔ اور اب کتنے خدام آئے ہیں۔ لیکن اس سال یہ حوالہ نہیں دیا گیا۔ اور جب حوالہ نہ دیا گیا تو مجھے شک پڑا اس لئے میں نے کہا کہ پچھلے سال کے حوالے لاؤ۔ جب وہ حوالے لائے گئے تو معلوم ہوا کہ پچھلے سال بیرون جات سے ۵۹۰ خدام آئے تھے۔ اب اس سال ۵۵۵ خدام آئے ہیں۔ پچھلے سال بیرونی جماعتوں کی نمائندگی ۷۳ تھی لیکن اس سال صرف ۵۴ مجالس کے نمائندے آئے تھے۔ گویا اس سال ۱/۴ کی کمی آگئی ہے۔ بلکہ ۱/۴ سے کچھ زیادہ کی کمی ہے۔ یہ حالت تسلی بخش نہیں۔ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ چند نمائندے زیادہ آتے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر واقعہ میں اپنے فرائض کو ادا کیا جاتا اور خدام اپنے دورے پورے کرتے تو اس سال سینکڑوں نئی جگہوں میں جماعتیں قائم ہو جاتیں۔ اور اگر ان نئی جماعتوں میں سے دس فیصدی جماعتوں کے نمائندے بھی یہاں آتے تو پچھلے سال مجالس کی نمائندگی جو ۷۳ تھی اب ۱۰۰ ہو جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدام نے صحیح طور پر اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا۔ ایک اور چیز جس کا رپورٹ میں ذکر نہیں گیا گیا وہ یہ ہے کہ رپورٹ میں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ اس سال کتنی نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔ اور ان نئی مجالس میں سے کتنی مجالس کے نمائندے یہاں آئے ہیں۔ پچھلے سال میں نے کہا تھا کہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں مجالس قائم کرو۔ اس لئے چاہیئے تھا کہ مجلس عاملہ مجھے بتاتی کہ پچھلے سال کل تعداد مجالس کیا تھی اور اب کیا ہے۔ مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ اس سال ۲۹ نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پچھلے سال ۲۹ مجالس کم تھیں۔ لیکن ۷۵ مجالس کے نمائندے اجتماع پر آئے تھے۔ اب ۲۹ مجالس زیادہ بھی ہو گئی ہیں لیکن صرف ۵۴ مجالس کے نمائندے یہاں آئے ہیں۔ اگر ان مجالس میں سے پانچ سات مجالس بھی ایسی ہیں جو اس سال نئی قائم ہوئی ہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ پرانی مجالس میں سے ۴۵ یا ۴۶ مجالس کے نمائندے آئے ہیں اس طرح حاضری میں کوئی ۴۰ فیصد کمی آگئی ہے۔ اور یہ بات نہایت افسوسناک ہے۔ اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ کام مجلس عاملہ کا ہے۔ اسے اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اس سال سوائے لڑائی اور شکایتوں کے مجلس عاملہ نے کوئی کام نہیں کیا۔ آپس کے جھگڑوں پر اس نے وقت ضائع کیا ہے۔ اصل کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ لیکن جہاں یہ بات افسوسناک ہے کہ مجلس عاملہ نے کوئی کام نہیں کیا وہاں مجھے یہ دیکھ کر خوشی بھی ہوئی ہے کہ ہماری تنظیم میں ترقی ہوئی ہے۔ ایک تو ۲۹ نئی مجالس قائم ہوئی ہیں اگرچہ یہ تعداد تسلی بخش نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ہمارا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ کچھ آگے ہی بڑھا ہے۔ مگر یہ کہ جتنا قدم آگے بڑھنا چاہیئے تھا اتنا نہیں بڑھا۔ دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارا چندہ منظم ہو رہا ہے۔ پچھلے سال کے چار ہزار روپیہ چندہ کے مقابلہ میں اس سال کا چندہ آٹھ ہزار روپے سے کچھ زائد ہے۔ اور یہ چیز بتاتی ہے کہ مجالس اپنے فرائض کو سمجھ رہی ہیں اگر ہر جگہ مجالس قائم ہو جائیں اور چندہ منظم ہو جائے تو چالیس پچاس ہزار روپیہ چندہ اکٹھا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ ابھی ہم نے مرکز بنانا ہے۔ لجنہ اماء اللہ اپنا مرکز بنا چکی ہے۔ لنگر کے سامنے شمال کی طرف یہ عمارت بنتی ہے۔ خدام اسے دیکھ لیں۔ پچھلے سال کسی نے کہا تھا کہ عورتیں آخر ہم سے ہی چندہ لیتی ہیں۔ اور میں نے کہا تھا کہ عورتیں پھر بھی تم سے زیادہ ہمت والی ہیں کہ تمہاری جیب سے لے کر چندہ دے دیتی ہیں۔ لیکن تم خود چندہ نہیں دے سکتے دیکھو انہوں نے کارکنات کے لئے الگ مکانات بھی بنا لئے ہیں۔ میں جب وہاں سے گذرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ ان مکانات میں رہنے سے انہیں زیادہ آرام مل سکتا ہے۔ لیکن تم نے یہ کام ابھی کرنا ہے۔ میں نے خدام کو بارہ ۱۲ کنال زمین اس لئے دی ہے کہ وہ اس میں اپنا مرکزی دفتر تعمیر کریں۔ پس اپنے چندہ کو بڑھاؤ۔ اور ہر جگہ خدام الاحمدیہ کی مجالس قائم کرو۔ اگر سب جگہ مجالس قائم ہو جائیں اور ہمارا چندہ منظم ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ پندرہ بیس ہزار روپیہ قرض بھی لیا جا سکتا ہے۔ جو اگلے سال آسانی سے اتر سکتا ہے۔ (اس کے بعد حضور نے عہد لیا اور پھر واپس تشریف لے گئے) حضور کا یہ خطاب الفضل ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

علمی مسائل

مصریوں میں بیل کی طرح گائے کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ بیل کے سوا اور جانوروں کی پوجا بھی مصر میں ہوتی تھی اور جس قسم کے جانور کا نمائندہ کسی مندر میں رکھا جاتا تھا اس قسم کے سارے جانوروں کو ہی مقدس سمجھا جاتا تھا گو ان کی پرستش نہیں کی جاتی تھی۔ اس قسم کے جانوروں کو کھانا جائز نہیں ہوتا تھا اور اگر کوئی شخص کسی دیوتا کے ہم قسم جانور کو مار دیتا تھا تو جان بوجھ کر مارنے کی صورت میں اس کو قتل کی سزا ملتی تھی۔ اور نادانستہ مارنے کی صورت میں جرمانہ ہوتا تھا ممفس کے دیوتا بیلوں کا سلسلہ مصریوں کے آخری بادشاہوں تک چلنا ثابت ہے۔ چنانچہ رعمسیس ثانی کے زمانہ سے لے کر جس کے زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اس کے ٹولومک زمانہ (PTOLEMAIC PERIOD) تک کم از کم جو بیس بیل یکے بعد دیگرے ممفس کے مقام پر فتاح کے مندر میں پوجا کے لئے رکھے گئے تھے۔ (دی ناٹل اینڈ ایجپشین سیویلائزیشن مصنفہ اے مارٹ پروفیسر فرانس۔ یونیورسٹی) ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصر میں بیل کی پوجا خاص طور پر کی جاتی تھی اور خاص علاقوں والے بیل اس غرض کے لئے چنے جاتے تھے معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل نے بھی مصر میں رہنے کی وجہ سے مصریوں کے اس خیال کے اثر کو قبول کر لیا تھا۔ جب اتفاقاً ان کی قوم کے کسی گلہ میں ایک غیر معمولی طور پر خوبصورت بیل پیدا ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال کر لیا کہ سورج دیوتا نے ان پر بھی نظر ڈالی ہے اور ان کی قوم کے ایک بیل نے جنم لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شرک کو دور کرنے کے لئے بیل اور گائے کی قربانی کا حکم دیا (قرآن کریم میں بقرہ کا لفظ ہے جو بیل اور گائے دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ترجمہ کرتے ہوئے عام طور پر بقرہ کو مؤنث سمجھ کر گائے کا ترجمہ کر لیا جاتا ہے مگر یہ لفظ صرف مؤنث پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ خواہ نر ہو یا مادہ دونوں کو بقرہ کہتے ہیں) بائبل میں اس تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر نہیں آتا جو (کلام الہٰی) نے بیان کی ہے۔ اور میں یہ پہلے بتا چکا ہوں کہ بائبل میں کسی تاریخی واقعہ کا ہونا یا نہ ہونا ایک محفوظ الہامی کتاب کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر پھر بھی بائبل میں ایک ہی قسم کے بیل کی قربانی کا حکم جس کی علامات (کلام الہٰی) نے بتائی ہیں ضرور پایا جاتا ہے۔ بائبل میں (بھی) لکھا ہے۔ "بنی اسرائیل کو کہہ کہ ایک لال گائے جو بے داغ اور بے عیب ہو اور اس پر کبھی جوا نہ رکھا گیا ہو تجھ پاس لاویں تم اسے الیعزر کاہن کو دو کہ اسے خیمہ گاہ سے باہر لے جاوے اور وہ اس کے حضور ذبح کی جاوے اور الیعزر کاہن اپنی انگلی پر اس کا لہو لیوے اور جماعت کے خیمے کے آگے کی طرف اس کے لہو کو سات مرتبہ چھڑکے پھر اس کی آنکھوں کے سامنے وہ گائے جلائی جاوے۔ اس کا چمڑا اس کا گوشت اس کا خون اس کے گوبر سمیت سب جلایا جاوے۔ پھر کاہن دیودار کی لکڑی اور زوفا اور قرمز لے کر اس جلتی ہوئی گائے پر ڈال دے۔ تب کاہن اپنے کپڑے دھووے۔ اور اپنا بدن پانی سے دھووے۔ بعد اس کے خیمہ گاہ میں داخل ہو اور کاہن شام تک ناپاک رہے گا۔ اور وہ جو اسے جلاتا ہے اپنے کپڑے پانی سے دھووے اور اپنا بدن پانی سے دھووے اور شام تک ناپاک رہے گا۔ اور کوئی پاک شخص اس گائے کی راکھ کو جمع کرے اور خیمہ گاہ کے باہر صاف جگہ دھر دے۔ یہ بنی اسرائیل کی جماعت کے لئے محفوظ رہے گی تاکہ جدائی کے پانی میں ملائی جاوے یہ گناہ سے پاک کرنے کے لئے ہے۔" (گنتی باب ۱۹ آیت ۲ تا ۹)۔

گو اس حوالہ میں ان سوالات و جوابات کا ذکر نہیں جو (کلام الہٰی) میں بیان ہوئے ہیں۔ پھر بھی ایک ادنیٰ تدبر سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ گو بائبل نے اسے ایک عام واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے لیکن اصل حکمت اس قسم کی گائے کے ذبح کرنے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری فیض احمد گجراتی

(خود نوشت سرگذشت)

سنہ ۱۹۴۶ء کا نصف آخر تھا۔ ایک نوجوان اپنی ملٹری سروس سے ریٹائر ہو کر محلہ دارالرحمت قادیان میں اپنے سسرال کے ہاں مقیم تھا۔ قدرتی طور پر اسے کسی روزگار کی تلاش تھی۔ لیکن وہ کئی ماہ سے متواتر کوششیں کر کر کے قریباً تھک ہار چکا تھا۔ یوں تو اس زمانہ میں روزگار کی بھی کمی تھی۔ لیکن اس کی راہ کے موانع درحقیقت کچھ دوسری نوعیت کے تھے جن کے باعث کوئی روزگار اسے اپنے قریب نہیں آنے دیتا تھا۔ وہ اپنی تعلیمی قابلیت کے اعتبار سے محض صفر تھا۔ ایک بالکل دیہاتی سے سکول میں اینگلو ورنیکلر مڈل پاس کر لینے سے ملازمتیں تھوڑا ہی ملا کرتی ہیں! وہ اپنی اسی مڈل پاس کی سند کو ہاتھوں میں لئے کئی دفتروں اور ڈیوڑھیوں کے چکر کاٹ چکا تھا۔ لیکن ہر ملازمت اس کی مڈل پاس سند دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیتی تھی۔ اس کے ہاتھ سے دامنِ امید چھوٹ چھوٹ جاتا تھا۔ لیکن وہ مرکز احمدیت قادیان میں رہ کر سلسلہ کی خدمت کے جذبہ کو دل میں بسائے ایک موہوم سی آس کے سہارے جوں توں دن کاٹ رہا تھا۔ بے روزگاری کی حالت میں سسرال کے ہاں قیام ایک غیور اور حساس انسان کے لئے بہت بوجھل چیز ہے لیکن آخر وہ جاتا بھی کہاں۔

ہر متلاشی روزگار کی طرح وہ بھی بلاناغہ الفضل اور دوسرے مرکزی اخبارات اور رسالوں میں سے بالخصوص

"ضرورت ہے!!"

کے اشتہارات بڑی توجہ سے پڑھا کرتا تھا لیکن وہ اشتہارات پڑھ کر اسے ہمیشہ محسوس ہوتا کہ اشتہار دینے والے اداروں کو اس کے ساتھ کوئی ضد اور بیر ہے کیونکہ ہر ایسے اشتہار میں تعلیمی معیار گریجوایٹ یا کم از کم مولوی فاضل مطلوب ہوتا۔ ان اداروں کا کیا قصور تھا۔ بے روزگاری کی اتنی فراوانی تھی کہ ایک ایک میٹرک پاس کی اسامی کے لئے سینکڑوں گریجوایٹوں کی درخواستیں پہنچ جاتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت حال کی موجودگی میں اس کی مڈل کی سند اس کے لئے محض ایک طعنہ اور بلائے جان تھی۔

اگست سنہ ۱۹۴۶ء میں قادیان کی ایک نظارت کی طرف سے الفضل میں ایک اعلان "ضرورت ہے" کے عنوان سے شائع ہوا۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ

نظارت ہذا کو شعبۂ زودنویسی کے لئے اچھی صحت والے مستعد نوجوان کی ضرورت ہے۔ تعلیمی معیار میٹرک اور مولوی فاضل ہونا چاہیئے۔ (مفہوم)

اس نے جب یہ اعلان پڑھا تو ایک موہوم سی دور افتادہ امید کی کرن اسے نظر آئی۔ گو تعلیمی معیار کا سنگ گراں اب بھی اس کی راہ میں بدستور حائل تھا لیکن

"زودنویسی"

کا لفظ بار بار اس کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر لیتا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زودنویسی کے شعبہ کے فرائض کیا ہوں گے۔ لیکن وہ اس لفظ "زودنویسی" کا صرف ظاہری مفہوم ہی اخذ کر سکا کہ کچھ تیز لکھنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ زودنویسی کے لفظی معنے تیز لکھنا ہی ہے۔

وہ چونکہ ایک عرصہ تک نہری پٹواری کا کام بھی سیکھتا رہا تھا اور کچھ زمانہ ضلع کچہری میں بعض ایڈووکیٹوں کے ساتھ بطور کلرک بھی کام کر چکا تھا اس لیئے یہ اعلان پڑھ کر اس کی ڈھارس ذرا سی بندھ گئی کیونکہ اسے تیز لکھنے کا کافی تجربہ تھا۔ تعلیمی معیار کی شرط البتہ اسے چبھ رہی تھی۔ تاہم معمے حل کرنے والوں کی طرح اس نے درخواست دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نے کچھ اس قسم کی درخواست لکھی۔

الفضل مورخہ ...... میں آپ کا اعلان پڑھا۔ میں نہ تو مولوی فاضل ہوں اور نہ میٹرک پاس لیکن اس میں کیا حرج ہے کہ آپ مجھے اس امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔ جو آپ .... تاریخ کو لینے والے ہیں۔ میری تعلیم صرف مڈل ہے۔

شاید اس نظارت کو اس کی یہ ادا پسند آگئی۔ یا مخفی طور پر قدرت اپنا کرشمہ دکھا رہی تھی کہ چند روز کے بعد اسے زودنویسی کے امتحان کے لیئے بلوا لیا گیا۔ کچھ مولوی فاضل کی سند والے امیدوار بھی تھے۔ امتحان یہ تھا کہ نظارت کے ایک کارکن نے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کا ایک خطبہ تیز تیز بول کر لکھوایا۔

امتحان دینے کے بعد وہ دعاؤں میں لگ گیا۔ کامیابی کا امکان بہت ہی کم تھا۔ کیونکہ تعلیمی معیار کی شرط اس میں عنقا تھی۔ لیکن چند روز کے بعد جب اسے اس نظارت کی طرف سے اس مضمون کی چٹھی ملی کہ تم امتحان میں کامیاب قرار دیئے گئے ہو۔ اور فلاں تاریخ سے شعبۂ زودنویسی میں کام شروع کر دو۔ تو یہ اطلاع پا کر اس نے مسرت کے ساتھ سوچا۔ کہ اس کا کھوٹا پیسہ (مڈل پاس کی سند) چل گیا ہے۔

اس کا خیال تھا کہ زودنویسی کے شعبہ میں تیز لکھنے کے کام کی نوعیت یہ ہوگی کہ بعض اردو تحریرات کو نقل کرنا ہوگا۔ چنانچہ وہ ذہنی طور پر اسی کام کے لیے تیار ہو کر تاریخ مقررہ پر دفتر زودنویسی میں شعبہ کے انچارج مکرم مولینا محمد یعقوب صاحب طاہر کے پاس حاضر ہوا۔ اور اپنی ڈیوٹی کے بارہ میں دریافت کیا۔ انچارج صاحب نے اسے بتایا کہ تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ روزانہ بعد نمازِ مغرب حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کی مجلس علم و عرفان میں حضور کے ملفوظات قلمبند کرنا ہے اور اگلی صبح کو اسے صاف لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں خود چونکہ اس وقت تفسیر نویسی کا کام کر رہا ہوں۔ اس لئے خطبات اور دوسری تقاریب کے ملفوظات بھی تم ہی قلمبند کیا کرو گے۔

یہ سننا تھا کہ اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ فوری طور پر جو خوفناک اندیشہ اسے دامنگیر ہوا وہ یہ تھا کہ خطبہ دینے والا ایک عظیم المرتبت انسان ہے ... اور جو شخص خطبہ قلمبند کرے گا وہ دنیا کا جاہل ترین شخص ہوگا۔ تاہم اس نے اس اندیشہ کو دل میں دبا کر کام کرنے پر آمادگی کے بعد انچارج صاحب شعبہ زودنویسی سے خطبات و تقاریر قلمبند کرنے کے لئے ہدایات لیں۔ ان ہدایات میں سے زیادہ تر اس قسم کی تھیں کہ خطبہ قلمبند کرتے وقت فلاں فقرہ یا فلاں لفظ کو کس طرح لکھنا ہے۔

اس زمانہ میں ٹیپ ریکارڈر کا رواج نہ تھا۔ اور شارٹ ہینڈ کا طریق بھی کئی کئی گھنٹوں کی تقاریر کو لفظ بلفظ قلمبند کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے شعبۂ زودنویسی، خطبات کو لانگ ہینڈ کے طریق پر قلمبند کیا کرتا تھا۔ لانگ ہینڈ کی اصطلاح شعبۂ زودنویسی کی اپنی اختراع تھی۔ لانگ ہینڈ کا مطلب یہ تھا کہ خطبہ یا تقریر کے پورے الفاظ ان کی اپنی اشکال کے ساتھ قلمبند کر لئے جاتے تھے۔

البتہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کے قاعدۂ کلیہ کے مطابق زودنویسوں نے فقروں کے اختصار کے لئے کچھ طریق وضع کر لئے تھے۔ مثال کے طور پر حضور انور جب خطبہ میں یہ فرماتے تھے کہ "میں سمجھتا ہوں کہ ... تو اسے پورا لکھنے کی بجائے صرف "مستا" لکھ لیا جاتا تھا۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی بجائے صرف "م" لکھ لیا جاتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

لیکن یہ کام اتنا مشکل اور محنت طلب تھا کہ اس کا اندازہ صرف زودنویس ہی کر سکتے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کی خطبہ دینے کی رفتار ۷۰ سے ۸۰ الفاظ فی منٹ ہوا کرتی تھی۔ اور بعض تقاریر کی رفتار تو ۱۰۰ سے ۱۲۰ الفاظ فی منٹ تک بھی پہنچی۔ اب ظاہر ہے کہ اوسطاً ۸۰ الفاظ فی منٹ لانگ ہینڈ میں قلمبند کرنا کتنا بڑا مجاہدہ ہے۔

خطبہ یا تقریر قلمبند کرنے کے تین مراحل تھے۔ پہلا مرحلہ تو وہ ہوتا تھا جب حضور سٹیج پر خطبہ فرما رہے ہوتے تھے اور ایک زودنویس تیز سکے کی پنسل سے اسے کاپی پر نوٹ کر رہا ہوتا تھا۔

ـــی اور سٹیج کے عقب میں زودنویس کا دایاں بازو اسی رفتار سے مصروفِ حرکت ہوتا تھا۔

دوسرا مرحلہ وہ ہوتا تھا جب زودنویس خطبہ والی کاپی لئے اپنے گھر یا کسی تخلیئے میں بیٹھ کر اپنے ہی لکھے ہوئے کو جھنجھلا جھنجھلا کر بہ ہزار دقت پڑھ رہا ہوتا تھا۔ اور ہر صفحہ پر جا بجا فقروں اور الفاظ کی ترتیب اس کے دماغ اور اس کی سوچوں کے دائرہ سے نکل نکل جاتی تھی۔ ایک گھنٹہ کے خطبہ کی خالی جگہیں پُر کرنے پر بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی زودنویس کا سارا دماغ پگھل کر کاپی کے صفحات میں جذب ہو جاتا تھا۔

اور تیسرا مرحلہ خطبہ کو صاف کر کے لکھنے کا ہوتا تھا اور ایک گھنٹے کا خطبہ آٹھ گھنٹوں میں لکھا جاتا تھا اور جب پورا خطبہ مرتب ہو جاتا تھا تو اسے حضور انور کی خدمت اقدس میں ملاحظہ کے لئے پیش کر دیا جاتا تھا۔ ایک گھنٹے کا خطبہ سفید کاغذ کے ۶½، اور الفضل کے ۸ صفحات کو محیط ہوتا تھا۔ اسی سے آپ حضور کی دو چار یا سات سات گھنٹوں کی تقاریر کا اندازہ فرمالیں۔

وہ جب کام کی نوعیت کو سمجھ کر اور تقاریر قلمبند کرنے کے متعلق ہدایات لے کر دفتر سے باہر نکلا تو دو متضاد خیالات اس کے دماغ پر مستولی تھے۔ ایک خیال شدید پریشانی کا باعث تھا کہ کام بڑا ہی سخت اور محنت طلب ہے اور روزانہ ۶۰ - ۷۰ صفحات کے ملفوظات اسے قلمبند کرنے ہوں گے۔ اور رات دن محنت کرنا ہوگی۔ اس نے جب اپنی ذات کا مطالعہ کیا تو پریشانی فزوں تر ہو گئی۔ کیونکہ تعلیمی لحاظ سے وہ خالص جاہل تھا۔ مڈل پاس کی تعلیم ہی کیا ہوتی ہے اور عربی کا تو وہ ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا۔ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑی پریشانی کے عالم میں سوچا کہ وہ کس طرح اس عظیم شخصیت کے نکات علوم و معرفت کو قلمبند کرے گا۔ احساس کمتری نے اس کے روئیں روئیں سے پسینہ نکال دیا۔

لیکن دوسرا خیال اس کے لئے خوشکن تھا اور وہ یہ کہ اسے جماعت کے قابلِ صد احترام امام کے ساتھ رہ کر سلسلہ کی خدمت بجالانے کی سعادت حاصل ہوگی اور یہی خیال اس کے اندیشوں پر غالب آگیا اور اس نے دعاؤں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ لیکن

عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کے مصداق ایک ڈیڑھ مہینہ میں ہی اس نے عملی تجربہ سے محسوس کیا کہ وہ اس کام کے نااہل ہے۔ حضور کے بیان فرمودہ بہت سے نکاتِ علم و معرفت اس کی دماغی استعداد اور علمی قابلیت کی گرفت میں نہیں آسکتے تھے۔ شعبۂ زود نویسی کے انچارج مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر ایک نہایت نیک نفس بزرگ اور علم و فضل رکھنے والے تجربہ کار زود نویس تھے اور خطبات مرتب کرنے میں اسے مدد دیتے تھے۔ اس کے باوجود اس کے اندر مرعوبیت اور کمتری کا احساس بڑھتا چلا گیا۔ تقاریر کو مرتب کرنے کی محنت اور دماغ سوزی اس پر مستزاد تھی۔ وہ بالکل گھبرا گیا۔ جہاں تک اس کام کے لئے محنت کا تعلق تھا وہ اپنی اچھی صحت اور مضبوط جسمانی ساخت کے باعث شاید نہ گھبراتا۔ لیکن علمی بے مائیگی نے اس کے قدم اکھیڑ دیئے اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ چند دنوں تک اپنی علمی کمی کی معذرت کے ساتھ استعفیٰ پیش کر دے گا۔

محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر روزنامہ الفضل اس کے شفیق بزرگ تھے اور وہ اکثر ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور علمی استفادہ کرتا تھا۔ اسے خیال آیا کہ استعفیٰ دینے سے قبل ان سے مشورہ کر لینا چاہئیے۔ چنانچہ وہ ایک شام تنویر صاحب سے مشورہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ ! راستہ میں وہ بڑے دکھ کے ساتھ سوچتا جا رہا تھا کہ سلسلہ کی خدمت کا ایک باعزت موقع محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسے میسر آیا تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے وہ دفتر الفضل کی سیڑھیاں طے کر کے اوپر پہنچا تو حضرت تنویر کچھ احباب کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی تنویر صاحب اُٹھے اور حسبِ معمول شفقت سے ملے اور الگ ایک تخلیئے میں لے گئے اور قبل اس کے کہ وہ کوئی مشورہ طلب کرتا تنویر صاحب نے فرمایا "مبارک ہو۔ آج امام جماعت احمدیہ الثانی نے ایڈیٹروں کی ایک کانفرنس طلب فرمائی تھی۔ جس میں میں بھی موجود تھا۔ اس کانفرنس میں حضور انور نے تمہارا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو نیا زود نویس آیا ہے وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔"

اس کی مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو حضرت تنویر کی اس روایت نے اسے پہنچائی۔ وفورِ مسرت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور کیوں نہ نکلتے۔ ایک مردِ خدا نے اپنی نگاہِ التفات سے اُسے نوازا تھا۔ ایک ذرۂ ناچیز کو خدا تعالیٰ کے خاص بندے نے تعریف سے یاد فرمایا تھا۔ اس کی ایک ہی خادم نواز نگاہ نے اس کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی ایک کنجشکِ بے مایہ کو بلند پروازی کے حوصلے مل گئے تھے اور وہ اپنے آپ کو شاہینوں کا ہمسر سمجھنے لگا۔ وہ ایک شکستہ دل لے کر دفتر الفضل کی سیڑھیوں پر چڑھا تھا اور اب وہ ایک عزم راسخ لے کر نیچے اُتر رہا تھا۔ امام اولوالعزم نے اس کی حقیر ترین شخصیت میں اپنے عزم کا پیوند لگا دیا تھا۔

"جو نیا زود نویس آیا ہے وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے"

اس ایک فقرہ نے اس کی تقدیر کا رُخ پلٹ کر رکھ دیا۔ اس کے دل میں مایوسیوں کی جگہ کام کرنے کے ولولے جاگ اٹھے اور وہ دفتر الفضل سے اپنے گھر کو لوٹتے ہوئے یہ عہد کر چکا تھا کہ وہ اب اپنی علمی کمی کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

چنانچہ زود نویسی کا مشکل ترین کام کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا یہ معمول بنا لیا کہ وہ روزانہ سلسلہ کی کتب کا سَو سَو دو دو سو صفحے تک مطالعہ کرنے لگا اور اس کے علاوہ دوسری علمی و ادبی کتب بھی اس کے زیرِ مطالعہ رہنے لگیں۔ وہ چونکہ کم علم تھا اس لئے علمی کتب کے بیشتر مقامات کو سمجھنے میں اُسے مشکل پیش آتی۔ وہ کسی لغات سے مدد لیتا اور اگر پھر بھی وہ سمجھ نہ سکتا تو اس مقام پر نشان لگا کر کتاب رکھ دیتا اور کسی ذی علم دوست سے مدد لینے کے لئے گھر سے نکل جاتا اور جب تک اس مشکل مقام کو سمجھ نہ لیتا اگلے حصہ کا مطالعہ شروع نہ کرتا۔ اس نے مشکل الفاظ کے معانی اہلِ علم سے دریافت کرنے کو کبھی باعث شرم و عار نہ سمجھا اور ویسے بھی یہاں خدا کے فضل سے بے شمار علمی شخصیتیں موجود تھیں۔

اس کے ساتھ ہی وہ چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی مجلس علم و عرفان کی ڈائری روزانہ قلمبند کرتا تھا اور خطبات کے علاوہ بعض دوسری تقاریر کی تقریریں بھی لکھتا تھا اور اس بلند پایہ روحانی وجود کا جو انسانی عقل کے احاطہ میں نہ آسکنے والا علمی پایہ تھا وہ تو مسلّمہ ہے۔ ان خطبات و تقاریر کو قلمبند کرتے وقت بھی وہ علم و معرفت کے نکات کو اپنی محدود عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس کی علمی حیثیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور کچھ کچھ خود اعتمادی اس میں پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اب اس کے معمولات یہ تھے کہ وہ روزانہ بعد نمازِ مغرب مجلس علم و عرفان کی ڈائری قلمبند کرتا جو بالعموم ایک گھنٹہ کی ہوتی تھی۔ مجلس ختم ہوتے ہی وہ گھر پہنچ کر اپنی کاپی کے خالی حصے پُر کرتا اور پھر اسے صاف کر کے لکھنے بیٹھ جاتا۔ اور صبح کی اذان تک وہ اسے مرتب کر لیتا۔ جو اوسطاً ۶۵ فل سکیپ صفحات کی ہوتی۔ صبح کی نماز پڑھ کر وہ سو جاتا اور دس بجے کے قریب وہ اس مرتبہ ڈائری کو حضور کی خدمت میں بھجوانے کے لئے دفتر چلا جاتا اور مطالعہ میں مصروف ہو جاتا۔

یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ بعض بلند پایہ شخصیتیں پارس کا حکم رکھتی ہیں۔ اور جو شخص ان سے چھو بھی جائے وہ سونا بن جاتا ہے۔ اور برکتوں سے پُر ہو جاتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی عظیم شخصیت بھی ایسی ہی تھی۔ حضور کے قریب رہ کر کام کرنے والے تمام خدام اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضور کے قرب نے انہیں بے شمار برکتوں اور سلیقوں سے نوازا۔ اور وہ دنیا میں سرخروئی کے ساتھ اپنے فرائض بجالانے کے قابل ہو گئے۔ کوئی شخص جتنی محنت کے ساتھ کام کرنے والا ہوتا حضور اس کی اتنی ہی حوصلہ افزائی فرماتے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضور خود اس قدر زیادہ کام کرتے تھے کہ اگر ہم حضور کے اوقات کی تقسیم کرنے لگیں تو حساب کے تمام فارمولے فیل ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی قربت کا شرف پایا ہے وہ جانتے ہیں کہ حضور کی آنکھوں کے حلقے کم خوابی کے باعث متورّم رہتے تھے۔ حضور خود بھی آرام نہیں فرماتے تھے اور آرام طلبوں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

بہر حال وہ امام جماعت احمدیہ الثانی کے اس عظیم احسان کو کبھی نہیں بھلا سکتا جو حضور نے اس کی حوصلہ افزائی کر کے فرمایا تھا۔ اس عظیم مردِ خدا کی نگاہ التفات نے اس کی تقدیر کی زلفیں سنوار دیں اور اسے زندگی کے قرینے بتا دیئے۔ اس کی یاسیت زدہ زندگی کو امیدوں کی روشن شمعیں بخش دیں۔ اور اس کی دل شکستگی کو ولولوں کی توانائیاں عطا کر دیں۔ اور ہماری جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس بات کا اعتراف کریں گے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنی نگاہِ التفات سے ان کی تقدیروں کے رخ بدل دیئے۔ اور ان کی پستیوں کو سرفرازیاں عطا فرمائیں۔

آپ میں سے بعض تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ شخص کون تھا۔ اور بعض جاننا چاہیں گے۔ اس لئے عرض ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے تقسیم ملک کے بعد درویشی کی نعمت بھی اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ناچیز خادم ہے۔ اس کے معمولات زیادہ تر اب بھی وہی ہیں۔ سلسلہ کی خدمت اور مطالعۂ کتب۔ وہ دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتا ہے کہ سلسلہ کی کتب میں علم کے خزانے ہیں۔

اور جو شخص حضور کے ارشاد گرامی کی تعمیل کرتے ہوئے کم از کم تین مرتبہ بہ نظرِ غائر حضور کی تصانیف کا مطالعہ کر لے وہ کبھی کسی علمی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اکثر نوجوان کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ گپ بازی اور وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر تم مطالعہ کی عادت ڈال لو تو تمہارا مستقبل سنور جائے گا اور سلسلہ کی خدمت اچھے رنگ میں کرنے کے قابل ہو سکو گے۔ کاش! ہمارے نوجوان اس تجربہ سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس کا نام ؟ وہی ہے جو اس مضمون کے عنوان کے اوپر درج ہے۔ احباب ازراہِ کرم اس کے لئے دعا بھی کریں۔

(بدر ۳ فروری ۱۹۷۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منور

محترم حافظ عبدالسلام صاحب

محترم حافظ عبدالسلام صاحب لمبے عرصہ تک تحریک جدید کے ادارہ میں وکیل المال ثانی رہے۔ ساٹھ کے عشرہ میں ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر) کے مشرقی افریقہ کے احمدیہ مشنوں کے دورہ کا پروگرام بنا۔ بعد میں حضرت صاحبزادہ صاحب تو تشریف نہ لا سکے ان کی بجائے محترم حافظ صاحب کو بھجوایا گیا۔ جب آپ دارالسلام (تنزانیہ) تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں ایک تقریب بیت سلام میں منعقد کی گئی۔

محترم حافظ صاحب نے اردو میں تقریر فرمائی۔ میں نے اس کا سواحیلی ترجمہ احباب تک پہنچایا۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے فرمایا کہ اصل میں تو حضرت صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری کا پروگرام تھا۔ لیکن ان کی بجائے مجھے بھجوایا گیا ہے۔ گویا آپ یوں سمجھ لیں کہ پانی کی بجائے مٹی آگئی ہے۔

جب میں نے اس کا مفہوم احباب جماعت کی خدمت میں پیش کیا تو وہ اس سے بہت محظوظ ہوئے۔ جماعت کے صدر جناب رشیدی مُصبّح صاحب نے فرمایا کہ یہ تو بہت بڑے صوفی معلوم ہوتے ہیں۔ خود کو مٹی قرار دے رہے ہیں اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو پانی۔

محترم حافظ صاحب کی طبیعت میں لطیف مزاح بھی تھا۔ اسی تقریر کے دوران فرمایا کہ جب میں جماعت احمدیہ نیروبی (کینیا) کے اجتماع میں شامل ہوا تھا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں کراچی یا بمبئی کے کسی محلے میں آگیا ہوں (وہاں سب دوست پاکستانی اور ہندوستانی تھے) اب یہاں آکر مجھے معلوم ہوا کہ میں افریقہ آگیا ہوں۔ (بیت سلام مقامی احباب سے بھری ہوئی تھی) حاضر احباب اس لطیفے سے بھی خوب محظوظ ہوئے۔

محترم حافظ صاحب کے دفتر سے ایک خط مجھے ملا۔ جس میں ایک معاملہ کے متعلق 'نہیں' کا لفظ تھا۔ بعد کے ایک خط میں مجھے اطلاع دی گئی کہ اس میں 'ہیں' لکھا گیا تھا۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ آپ کے خط میں تو 'نہیں' تھا۔ پھر جواب آیا کہ ہم نے 'ہیں' لکھا تھا۔ میں نے اپنی فائل سے اصل خط جس پر حافظ صاحب کے خوبصورت دستخط ثبت تھے ان کی خدمت میں برائے ملاحظہ بھجوا دیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد وہ اصل خط مجھے مل گیا۔ ساتھ ہی محترم حافظ صاحب کی طرف سے معذرتی خط تھا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ یہ خط پڑھ کر میرے دل پر محترم حافظ صاحب کی شرافتِ نفس اور اعلیٰ ظرفی کا گہرا نقش بیٹھ گیا۔ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے اور عہدہ کے لحاظ سے میرے افسر تھے۔ مگر ان کے اعلیٰ اخلاق نے انہیں اجازت نہ دی کہ وہ صرف اصل خط ہی لوٹا دیں۔ بلکہ معذرت پر مشتمل خط لکھ کر میرا دل جیت لیا۔

محترم حافظ صاحب کی بے نفسی اور بلند اخلاق والی باتیں جب بھی یاد آتی ہیں میرے دل میں ان کی قدر بڑھ جاتی ہے اور ان کی بلندئ درجات کے لئے دعائیں نکل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حافظ صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان سے ستاری کا معاملہ فرمائے۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

میں یہی تھی کہ بنی اسرائیل کے دل سے شرک کو مٹایا جائے۔ اور ان کو غیر قوموں کے اثر سے محفوظ کیا جائے اور شاید اسی حکمت کی وجہ سے اس پانی کا نام جس میں گائے کی راکھ کو ملاتے کا حکم تھا۔ جدائی کا پانی رکھا گیا۔

یہ جو بائبل میں آتا ہے کہ "یہ گناہ سے پاک کرنے کے لئے ہے"۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر تم اس قسم کے بیل یا گائے جن کی مصر میں پوجا کی جاتی تھی بار بار قربان کرو گے تو تبھی تمہارے دل شرک سے پاک ہوں گے۔ بائبل کا جو حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ یہودی روایات کی کتابوں میں اس سے بڑھ کر اس گائے کی تفاصیل دی گئی ہیں۔ چنانچہ مشنا (یہودی حدیثوں کی کتاب) میں اس گائے کے متعلق نہایت تفصیلی بحثیں کی گئی ہیں۔ اور ایک باب کا باب اس کے لئے وقف کر دیا گیا ہے اُبی فیسیس کی روایت اس کے متعلق یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے بعد پھر ان شرطوں والی گائے کوئی نہیں ملی (انسائیکلو پیڈیا ببلیکا جلد ا کالم ۸۴۶) یہودی کتب احادیث کا یہ بیان (کلام الٰہی) کی اس بارہ میں کامل تصدیق کر دیتا ہے کہ درحقیقت ایک خاص گائے کو اس وقت ذبح کرانا مقصود تھا۔ جس میں بعض غیر معمولی قسم کی خوبصورتی کے نشانات پائے جاتے تھے۔ اور اس قسم کی گائے عام طور پر ہر زمانہ میں نہیں ملتی۔

امۃ الشکور ناگویا۔ جاپان

جاپانی کہاوتیں

○ جن بچوں کے رونے کی آواز آتی ہے وہی بچے ترقی کرنے والے ہوتے ہیں۔

○ صلح کروانے والے کو تو ہزار جوتے گھسانے پڑتے ہیں

○ موسم گرما گذر جانے کے بعد ٹیکریں سلوانے کا کیا فائدہ۔

○ سات پلیٹیں کھا جانے کے بعد اب کھانے کے بدمزہ ہونے کا شکوہ کیسا؟

○ بیوی اور گھر کی چٹائیاں (تاتامی) نئی ہی اچھی لگتی ہیں۔

○ انسان تو بیماری کا برتن ہے

○ جس شخص کے متعلق خوف ہو کہ تمہارا مال چوری کرے گا۔ اسے چوکیدار بنا دو۔

○ اس خیال سے مطمئن نہ ہو جاؤ کہ پیچ نہیں ہے تو بھول کیسے کھل سکتا ہے (افواہ سے ہوشیار)

○ بلی کے سامنے سونے کی اشرفیاں ڈال دینے سے کیا حاصل۔

○ گھوڑے کے سامنے دینی تقریر کرنا بے سود ہے

○ مشکل کے وقت مددگار اور برتن کے انتخاب میں نہ پڑو۔ جو میسر ہو اس سے کام لو۔

○ اگر تم چاہتے ہو کہ دوسروں پر فتح حاصل کرو۔ تو سب سے پہلے اپنے وجود پر فتح پاؤ۔

○ جب تک کسی شخص سے معاملہ نہ کر لو یا گھوڑے پر سواری نہ کر لو ان کے بارہ میں رائے زنی نہ کرو۔

○ ہم کسی کے منہ پر دروازہ لگا کر اُسے بند تو نہیں کر سکتے۔

○ آنکھ سے دیکھو پھر بات کرو۔

○ آنکھ دل کا آئینہ ہے۔

○ دولت کی چمک سے ولی بھی متزلزل ہو جاتا ہے

○ ملاقات تو دراصل بچھڑنے کی ابتدا کا نام ہے۔

○ سواری کے لئے گھوڑے کی تلاش میں گائے کو نہ گنوا دو۔

○ چند فٹ کا چپو کتنی بڑی کشتی کو چلائے پھرتا ہے۔

○ بڑھاپے میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کندھوں پر بیٹھے بچے سے راستہ پوچھنا پڑتا ہے۔

○ بادشاہ بننے کے لئے محنت کرنے والا وزیر تو بن ہی جاتا ہے۔

○ پہاڑ پر کشتی چلانے کے خواب دیکھنا فضول ہے۔

○ بدبودار دیگچی سے ڈھکنا مت اٹھاؤ۔

○ تریاق کی زیادتی بھی زہر بن جاتی ہے

○ زیادہ زبان چلانے والے کے کام والے ہاتھ رک جاتے ہیں۔

○ نوکروں کے آقا بھی آخر کسی اور کے نوکر ہوتے ہیں۔

○ زمانہ کی ستم ظریفی کہ پانی میں درختوں کے پتے ڈوب رہے ہیں اور پتھر تیر رہے ہیں۔

○ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی خدمت کا خیال آنا ایسا ہی ہے جیسا سردی سے بچانے کے لئے پتھروں پر لحاف اوڑھ دینا۔

○ مجبوری سے پتھر پر تین سال گزار دیں تو اُس پتھر سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔

○ اگر کتا ہی بننا ہے تو کسی بڑے گھر کا کتا بنو۔

○ کمزور کتا دور دور سے ہی بھونکتا ہے۔

○ کبھی کبھی بندر بھی درخت سے گر جاتا ہے

○ خرگوش کو بھی اگر سات دن تنگ کیا جائے تو آخر کاٹ کھاتا ہے۔

○ اپنا شکاری کتا خرگوش کو دیکھنے کے بعد چھوڑ دو۔

○ دور سے نظر آنے والے پھول کی خوشبو بڑی اچھی لگتی ہے۔

این۔ جے کاشمیری

ایک چھوٹی سی بات

ایسا ہی ایک سلسلہ "ایک چھوٹی سی بات" بھی ہے جو بہت کار آمد ہے۔ اس سلسلہ میں خاکسارہ اپنی ایک عرض بھیجنا چاہتی ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو ضروری ترمیم و اضافہ سے شائع کر دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سے طالب علم ساتھی ملک کی اعلیٰ درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہر طالبعلم جو داخلہ لینا چاہتا ہو وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو۔ لہٰذا وہ کسی اور ادارے (تعلیمی) میں داخلہ کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ کسی بھی ادارہ میں داخل ہونے کے لئے پہلے اس کے قواعد و ضوابط سے متعلق کتابچہ یعنی پراسپکٹس کی ضرورت پڑتی ہے اور ہر طالب علم اتنا آسودہ حال نہیں ہوتا کہ وہ کئی کئی اداروں کا پراسپکٹس بیک وقت خرید سکے۔ اس لئے اگر تمام

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کار پرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کار پرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۳۴ میں
کوثر مبارک زوجہ مبارک احمد ناصر قوم وکھہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ربوہ حال جاپان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰-۱-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) طلائی زیورات وزنی ۱۳ تولہ مالیتی /۳۹۰۰۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم /۱۵۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰۰۰ ین ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ کوثر مبارک زوجہ مبارک احمد ناصر جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مبارک احمد ناصر وصیت نمبر ۲۷۴۵۳۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مغفور احمد منیب وصیت نمبر ۲۰۵۵۹۔

مسل نمبر ۲۸۵۳۵ میں
محمد اسلم رانا ولد چوہدری برکت علی صاحب قوم راجپوت پھلرواں پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن رائے پور ضلع سیالکوٹ حال جاپان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴-۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ۲۲ کنال زمین واقع موضع رائے پور ضلع سیالکوٹ مالیتی /۷۰۰۰۰ روپے۔ (۲) مکان واقع موضع رائے پور ضلع سیالکوٹ میرا حصہ مالیتی /۵۰۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲،۵۰،۰۰۰ ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں مبلغ /۱۶۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد اسلم جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ اطہر محمود وصیت نمبر ۲۶۰۰۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد احسان اظہر وصیت نمبر ۲۶۸۶۵

مسل نمبر ۲۸۵۳۶ میں
تنویر احمد صاحب ولد منور علی خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی حال کوماکے جاپان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳-۱-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲،۵۰،۰۰۰ ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ تنویر احمد کوماکی جاپان۔ گواہ شد نمبر 1۔ اطہر محمود۔ وصیت ۲۶۰۰۵ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالماجد وڑائچ۔ وصیت ۲۶۸۵۱۔

مسل نمبر ۲۸۵۳۷ میں
محمد شفیق ولد عبداللطیف صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی حال کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲-۱-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ ۱۱/۱۰ واقع موضع کھچی چھتی ربوہ برقبہ ۱۴ مرلہ مالیتی /۱۳۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ /۲۰۰۰۰ ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد شفیق کوماکی جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ اطہر محمود وصیت نمبر ۲۶۰۰۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ انور احمد وصیت نمبر ۲۶۸۶۴

مسل نمبر ۲۸۵۳۸ میں
ارشاد ولد محمد اکرم صاحب۔ قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نواب شاہ سندھ حال جاپان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱۰-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۲،۳۰،۰۰۰ ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ارشاد احمد جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ اطہر محمود وصیت نمبر ۲۶۰۰۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ چوہدری عبدالماجد وڑائچ وصیت نمبر ۲۶۸۵۱

"جو شخص دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے وہ ادنیٰ نہیں بلکہ اعلیٰ ہے۔ بشرطیکہ ہر قسم کی کوتاہی سے اپنے آپ کو بچائے"
خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

اچھی یونیورسٹیز اور دیگر اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم اپنے پراسپیکٹس سے استفادہ کرنے کے بعد اسے لائبریری کو تحفۃً دے دیا کریں تو ان کی اس ذراسی خدمت سے بہت سے ایسے نوجوانوں کا بھلا ہو جائے گا جو بیک وقت زیادہ تعداد میں پراسپیکٹس منگوانے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن اعلےٰ تعلیمی اداروں (مثلاً آرمی میڈیکل کالج زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور پنجاب یونیورسٹی) وغیرہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ طالب علم ساتھی اس کارِ خیر میں ضرور حصہ لیں گے اور بہت سے ساتھیوں کی مدد کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ اس طریقہ سے نہ صرف وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائیں گے بلکہ بوقت ضرورت وہ خود بھی لائبریری سے رجوع کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ : ۲۴ اگست۔ سخت گرمی کا سلسلہ جاری ہے۔ اگرچہ ہوا چلنے سے کبھی کبھی موسم قدرے بہتر ہو جاتا ہے۔

○ آج صبح سے دو دفعہ بجلی کی رو میں تعطل پیدا ہو گیا۔ محلوں میں پانی کی سپلائی میں کمی کی بھی شکایات ملی ہیں جس سے شہریوں کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ بے نظیر کے ساتھ کوئی سیاسی تنازعہ حکومت اور اپوزیشن کے ممکنہ مذاکرات کی راہ میں رکاوٹ نہیں دونوں فریقوں کے درمیان اتفاق رائے کا خیر مقدم کروں گا۔ صدر کوئی تربیلا بند نہیں جو پانی کے سامنے کھڑا ہو کر اسے روک دے۔ انہوں نے کہا کہ مسائل حل کرنے کے لئے آنا جانا پڑتا ہے۔ نئے قائم ہونے والے سیاسی محاذ کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔

○ متحدہ علماء کونسل کے زیر اہتمام پرائم منسٹر سیکرٹیریٹ میں منعقدہ عالمی سکالرز کانفرنس نے فتویٰ دیا ہے کہ کشمیر کا جہاد تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ مصیبت میں مبتلا غریب عوام کی مدد کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ غریب عوام کا مستقبل بھی تابناک ہو۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پتہ نہیں حکومت کیا چاہتی ہے۔ دوسروں کو غدار کہنے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ حکومت کبھی فتوے لگاتی ہے اور کبھی ہمیں دعوتیں دیتی ہے۔ وزیر اعظم نے تمام اپوزیشن لیڈروں کو غدار کہا ہے۔

○ سربیا کی افواج بوسنیا کے دارالحکومت پر مسلسل زبردست اور تباہ کن گولہ باری کر رہی ہیں۔ تازہ گولہ باری سے ۱۰۰ افراد ہلاک اور لاتعداد زخمی ہو گئے ہیں۔

○ مولانا نورانی نے جماعت اسلامی کو تعاون کی مشروط پیشکش کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ستار نیازی سود کو حلال قرار دینے والوں کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں

○ محترمہ بے نظیر بھٹو ستمبر کے پہلے ہفتہ میں صوابی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کریں گی

○ مشرق وسطیٰ میں امن مذاکرات واشنگٹن میں ہو رہے ہیں۔ اسرائیل گولان کی کچھ پہاڑیوں سے اپنے فوجی واپس بلانے اور فلسطینیوں کے لئے محدود خود مختاری کی پیشکش کرے گا۔

○ گزشتہ روز قومی اسمبلی کو بتایا گیا کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو فوجی امداد کی معطلی کی وجہ سے وہ تمام معاہدے متاثر ہوئے ہیں جن کے لئے امریکی حکومت نے سرمایہ مہیا کرنا تھا۔ امریکہ نے پاکستانی فوجیوں کی تربیت پر بھی پابندی لگا دی ہے۔

○ پانی بجلی اور گیس کے نرخوں میں زبردست اضافے کا امکان ہے۔ نرخوں میں ستمبر کے وائل تک ۱۰ سے ۱۵ فیصد تک اضافہ ہوگا۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

adcorn 111-89

ضرورت ہے

دواخانہ میں کام کرنے کے لئے چند میٹرک پاس کارکنوں کی ضرورت ہے۔ طبی دواسازی میں دلچسپی رکھنے والے نوجوان مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۹۲ء تک کسی بھی دن مینیجر دواخانہ سے رابطہ کریں۔

مینیجر
خورشید یونانی دواخانہ

نور کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور تندرستی کیلئے ربوہ کا مشہور عالم و مقبول ترین کاجل بیسیوں جڑی بوٹیوں کے جوہر سے تیار کیا گیا ہے خارش، پانی بہنا، بھمنی اور ناخونہ میں مفید ہے۔ نوزائیدہ بچوں کو بھی استعمال کرایا جا سکتا ہے۔ سٹاکسٹوں اور جنرل سٹورز سے بھی دستیاب ہے۔

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

پتہ